

خطبہ

اللہ تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی ہرمانہ میں خود خطبہ بیگا

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ یہ عہد پورا کیا نہ صرف ظاہری لحاظ سے بلکہ عالمی لحاظ سے بھی اس ضمن میں اعتراضات کا سکتا جواب فرمایا

اسلام کے خلاف بھارت میں شائع شدہ کتاب ”مذہبی اہمنا“ کے جواب کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم اس کا

مدلل رد لکھیں اور اسکی وسیع اشاعت کریں

یہی وہ طریقہ ہے جس سے ہم آج بھی واللہ یحصاک من الناس کی آئت قرآنی کی صداقت واضح کر سکتے ہیں

آنحضرت خلیفۃ المسیح الثانی رید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء بمقام بلوچ

یہ خطبہ اجماعی شائع نہیں ہو سکا تھا۔ اب صیغہ زور دہی اس خطبہ کو اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (فاکس محمد یعقوب مولوی فاضل انجمن شریعت دہلی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمودہ
قیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

یا ایہا الرسول بلغ
ما انزلنا علیک من ربک
وان لم تقبل فما بلغت
رسالتنا واللہ یحصاک
من الناس۔ وان اللہ لا
یہدق القوم الکافرین۔
(مائع)

اس کے بعد فرمایا۔

پھر آیت میں اللہ تعالیٰ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

کا اس مانو میں دہر فرمایا ہے۔ کہ آپ کو
قرآن کریم کی اشاعت اور اس کے احکام کی
تبلیغ میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اب
ہم غور کرتے ہیں کہ کسی قسم کی اشاعت کو
یسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ سو ہمیں دنیا
میں اس کے دو طریق نظر آتے ہیں۔ ایک
طریق تو یہ ہے کہ بعض دفعہ کسی تبلیغ کی اشاعت
پر دشمنوں کو غصہ آجاتا ہے۔ اور وہ اشاعت
کو سنے والے پر کوئی جہاں حملہ کر دیتا اور
اسے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اس نقطہ نگاہ
سے جو آیت میں ہے بڑی ہی ہے۔ اس میں
اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے فرمایا ہے کہ آپ قرآن کریم کو
پوری طرح پھیلائیں۔ اور اس بات کی
پرمانہ کریں۔ کہ اس پر دشمنوں کو ہر جہاں
اور وہ آپ پر حملہ کر بیٹھے گا۔ کیونکہ واللہ

یحصاک من الناس۔ اگر لوگ شرارت
کر کے آپ پر حملہ کریں گے۔ تو وہ خدا جس
سے قرآن کریم کو اتارے اسے بھی نصرت
آئے گا۔ اور وہ ان کے مقابل میں آپ کی
حفاظت کرے گا۔ اور ان کی تبریوں کو
ناکام کرے گا۔

دوسرا طریق

نقصان پہنچانے کا عملی رنگ میں ہوتا ہے یعنی
اگر کوئی قلم پھیلائی جائے۔ تو لوگ اس پر
اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس طرح
اشاعت کو سدا لے کر عزت اور اس کی
شہرت کو مدہر ہو چکے کا خورہ ہوتا ہے
اس نقطہ نگاہ سے بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
کہ واللہ یحصاک من الناس۔ اسے
ہمارے رسول آپ قرآن کریم کی خوب اشاعت
کریں۔ اور اس بات کی یاد اند کریں کہ لوگ
اسس پر اعتراض کرتے ہیں۔ بے شک لوگ
اس تبلیغ پر طرح طرح کے اعتراض کریں۔ ہم
نے ایسا انتظام کیا ہوا ہے۔ کہ وہ تیری
عزت اور تیری ناک نامی کو کوئی صدمہ نہیں
پہنچا سکیں گے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ

کلام اللہ کی حفاظت

کے کیا ذرائع ہوتے ہیں۔ مولانا اشرفی
حفاظت کا ایک ذریعہ تو یہ ہوتا ہے کہ اس
کے کالی حوالن ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں
اور جب بھی اس پر کوئی اعتراض وارد ہو۔
وہ اس کو دور کر دیتے ہیں۔ اور دوسرا ذریعہ

یہ ہوتا ہے۔ کہ خود کلام اللہ کے اندر اس
بائیں رکھ دی جاتی ہیں۔ جو دشمن کے
اعتراضات کو روکنے والی ہوتی ہیں۔ اور
اس طرح دشمن اپنی بات میں خود ہی کیڑا جاتا
ہے۔ وہ اگر کسی آیت پر اعتراض کرتا ہے۔
تو خود وہی آیت یا دوسری آیت اس کے اعتراض
کو دور کر دیتی ہیں۔ قرآن کریم تو

ایک بہت بڑی چیز

ہے۔ وہ خداتعالیٰ کا آخری کلام ہے اور
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن پر
قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ خالق تعالیٰ نے انہیں
اور مسدود کردہ اذہر میں لیکن عام
باقول میں بھی سمجھتے ہیں۔ کہ خداتعالیٰ
یعنی دفعہ ایسا تقویت کرتا ہے کہ اعتراض
کرنے والے کو فوراً پکڑ لیتا ہے۔ ایک دفعہ
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد
میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عیسائی آیا۔ اور
اس سے کہا کہ آپ تو کہتے ہیں کہ

قرآن کریم کی زبان ام اللہ

حالا جو میکس برادر غیرہ نے لکھا ہے۔ کہ جو
زبان ام اللہ ہوتی ہے وہ مختصر ہوتی
ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگ اس کو پھیلا
دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا۔ ہم تو ایسے مولائے ہیں فارمولہ کو
نہیں ملتے۔ کہ ام اللہ مختصر ہوتی ہے۔
مگر جیو بحت کو کو گناہ کرنے کے لئے ہم اس
فارمولہ کو مان لیتے ہیں اور عربی زبان کو
دیکھتے ہیں۔ کہ آیا وہ اس مبارک پروردی آتی

سے یا نہیں۔ اس شخص نے یہ بھی کہا تھا کہ
انگریزی زبان عربی زبان کے مقابل میں نہایت
اضطراب سے جنت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام انگریزی نہیں جانتے تھے۔ لیکن
آپ نے فرمایا اچھا آپ بتائیں کہ انگریزی
میں مسیح پائی ”کو کیا کہتے ہیں۔ اس نے
کہا ”ہاں دائرہ“ آپ نے فرمایا عربی زبان
میں تو صرف ”مائی“ کہتے ہیں یہ مفہوم
ادرا ہوجاتا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ ”مائی
دائرہ“ زیادہ مختصر ہے یا ”مائی“ اس کا کچھ
آپ انگریزی نہیں جانتے تھے۔ لیکن خداتعالیٰ
نے آپ کی زبان پر ایسے الفاظ جاری فرمادے
کہ

معرض آپ ہی نہیں گیا

اور وہ سخت شرمندہ اور لا جواب ہو گیا اور کہنے
لگا کہ پھر تو عربی زبان ہی مختصر ہوتی۔ یہ حال
قرآن کریم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ
سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ آپ کو دشمنوں کے حملہ
سے بچائے گا۔ یعنی ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتا
رہے گا۔ جو قرآن کریم کو بڑھتی جلائے ہوں گے
اس سے بھی عشق رکھتے ہوں گے۔ اور اس کی
تفسیر کرنے والے ہوں گے۔ وہ دشمنوں کو ان
کے حملوں کا ایسا جواب دیں گے کہ ان کا
سنا بند ہو جائے گا۔ دوسرے اس سے قرآن کریم
کے اندر ایسا مادہ رکھ دیا ہے کہ معرض جو بھی
اعتراض کریں۔ اس کا جواب اس کے اندر موجود
ہوتا ہے گویا آپ کی حفاظت کے دو طریق ہیں ایک
ان ذیل (اللہ تعالیٰ) یعنی ان دونوں ذریعہ آؤ
قرآن کریم میں مجموعیت
رکھ دی گئی ہے کہ اگر کسی کی کسی آیت پر اعتراض

تو دوسری آیات اس اعتراض کو رد کر دیتی ہیں۔ اور دوسرا ذریعہ ایسٹرنل (Eastern) ہے یعنی ایسے مومن پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو دشمنوں کے اعتراضات کو رد کرتے رہیں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ بیرونی اور اندرونی دونوں ذرائع سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

پھر فرماتا ہے۔ ان الله لا يهدي القوم الظالمين۔ وہ کفار کو کامیابی کے مقام پر نہیں پہنچے دیتا۔ وہ کسی طرح بھی حاکم کریں۔ نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ یا تو خدا تعالیٰ ان پر عذاب نازل کرے انہیں تباہ کر دینگا یا مومنوں کو کھڑا کر دینگا، جو ان کے حصول کا جواب دیں گے۔ اور یا پھر وہ قرآن کریم میں پہلے سے ہی ایسا جواب رکھ دے گا۔ جو دشمن کو جوٹا ثابت کر دینگا۔ بہر حال کوئی ذریعہ ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائینگا۔

اب دیکھ لو

خدا تعالیٰ نے اس قرآنی وعدہ کے مطابق کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ ابتدائی زمانہ میں جسمانی رنگ میں دشمن نے آپ پر بڑے بڑے حملے کئے۔ اور متعدد طریق سے آپ کو نقصان پہنچانا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح محفوظ رکھا۔ مثلاً جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ جانے لگے۔ اس وقت بھی آپ کے دروازہ پر کفار کے مختلف قبائل کے نو آدمی کھڑے تھے۔ جو صرف اس ارادہ سے کھڑے تھے۔ کہ آپ کو قتل کر دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالا۔ کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ پھر جب آپ مکہ سے نکل کر غار ثور میں پہنچے۔ تو دشمن آپ کا پھانسا کرنا ہوا۔ وہاں تک جا پہنچا۔ حضرت ابو بکرؓ گھبرا گئے۔ کہ کہیں دشمن آپ کو گزند پہنچانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کی گھبراہٹ کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا۔ ابو بکرؓ تم کیوں گھبراتے ہو۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! میں اس لئے نہیں گھبراتا۔ کہ میں مارا جاؤں گا۔ کیونکہ میں مارا گیا۔ تو کیا ہوگا۔ میں تو ایک معمولی انسان ہوں۔ میں تو صرف آپ کی وجہ سے گھبراتا ہوں۔ اگر آپ کو خدا نخواستہ کوئی گزند پہنچے۔ تو اسلام کو سخت نقصان پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا

لا تحزن ان الله معنا

ابو بکرؓ غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ

ہے۔ وہ خود ہماری حفاظت کرے گا۔ اور پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ افسوس ہے۔ کہ جب میں حج کے لئے گیا۔ تو غار ثور کو نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ اگر میں اونچی جگہ چڑھوں۔ تو دل دھڑکنے لگتا ہے۔ یہ غار ثور سے ایک یا ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ تک تو پہنچ گیا۔ لیکن اس سے آگے نہ جا سکا۔ غار ثور ایک پتیل پہاڑی پر واقع ہے۔ اور نیچے بڑی گہری کھڑ ہے۔ مدقت بھی نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں بھی بہت کم ہیں۔ اس وجہ سے میرا دل کمزوری محسوس کرنے لگا۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔ کہ تم جا کر غار دیکھ آؤ۔ اور وہ ایسا آکر مجھے اس کی کیفیت سے آگاہ کرو۔ چنانچہ وہ وہاں گئے۔ واپس آکر انہوں نے بتایا۔ کہ یہاں سے فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی غار ہے۔ جس کا نام غار ثور کی طرح ہے۔ اس کے قریب کچھ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہیں۔ اس کے اندر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چھوٹا سا گڑھا ہے جہاں آدھ گڑھا ہے۔ مگر چونکہ آدھیرا تھا۔ اس لئے اس کا انداز سے پوری طرح جائزہ نہیں لیا جاسکا۔

غار حراء

میں نے دیکھی ہے۔ بلکہ وہاں جا کر نماز بھی پڑھی ہے۔ یوں تو اس کا راستہ غار ثور کے رستے سے زیادہ خطرناک ہے۔ مگر جس پہاڑی پر غار حراء واقع ہے۔ وہ چھوٹی ہے یعنی وہ زیادہ اونچی نہیں۔ غار ثور والی پہاڑی زیادہ اونچی ہے۔ اور پھر وہاں سے نیچے بڑی گہری کھڑ نظر آتی ہے۔ وہ غار حراء کا راستہ زیادہ خطرناک ہے۔ رستہ میں بڑے بڑے پتھر ہیں۔ جن پر سے چھلانگیں لگا کر گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں حراء پر چڑھ گیا۔ اور غار ثور تک نہ جا سکا۔ غار حراء دراصل غار نہیں بلکہ دو پتھریں۔ جو بڑے ہوتے ہیں۔ ان پتھروں کے نیچے کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے بھی وہاں جا کر نماز پڑھی۔ اور دعائیں کیں۔

پھر ہجرت کے علاوہ اور بھی کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کیا۔ کہ واللہ ليعصمك من الناس۔ مثلاً

غزوہ حنین

میں ایک موقع پر صحابہؓ دشمن کے دباؤ کی وجہ سے آپ سے دور چلے گئے۔ اس وقت آپ کے قریب ایک ایسا شخص تھا۔ جو

مکہ سے اسلامی لشکر کے ساتھ صرف اس نیت سے آیا تھا۔ کہ اگر موقع ملا۔ تو آپ کو مار ڈالے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ اور اس دشمن کو اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ غزوہ حنین میں مکہ کے نئے مسلمان بھی شامل ہو گئے تھے۔ ان میں سے بعض کافر بھی تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ کہ ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے۔ لیکن جب تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ اور وہ اس کی تاب نہ لا سکے۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے بھاگنے کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کے گھوڑے بھی بھاگ گئے۔ اور

ایک وقت ایسا آیا

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد صرف چند مسلمان رہ گئے۔ آپ جب دشمن کی صفوں کی طرف بڑھنے لگے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! یہ وقت آگے بڑھنے کا نہیں۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور مسلمان لشکر تتر بتر ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ مجھے چھوڑ دو۔

پھر فرمایا

انا للہی لا اکذب انا ابن عبد المطلب میں خدا تعالیٰ کا نبی ہوں۔ جوٹا نہیں۔ اس لئے مجھے دشمن کا کوئی ڈر نہیں۔ آپ نے یہاں

”النبی“ کا لفظ

استعمال فرمایا ہے۔ ”انا نبی“ نہیں کہا۔ کیونکہ ”النبی“ کے متعلق بائبل میں بھی پیشگوئیاں پائی جاتی تھیں۔ کہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ چنانچہ یسعیاہ میں آتا ہے۔ ”میں ہی تیرا نافع پیکروں کا اور تیری حفاظت کروں گا۔“

(یسعیاہ باب ۴۲ آیت ۶) پس ”النبی“ کا لفظ استعمال فرما کر آپ نے بیان فرمایا۔ کہ میں ہی وہ موجود نبی ہوں۔ جن کی بائبل میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ پھر مجھے کسی دشمن کا کیا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن میری اس جرأت اور دلیری کی وجہ سے جو میں آٹھ ہزار تیر اندازوں کی زخمی ہونے کے باوجود دکھاتا ہوں۔ دشمن جو تبت پرست ہے۔ یہ خیال نہ کرے کہ میں کوئی دیوتا یا خدا ہوں۔

بے شک میں ”النبی“ ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن بائبل میں بھی لہجہ ہے۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ خدا یا کوئی دیوتا نہیں ہوں۔

یہاں آپ نے ”ابن المطلب“ کہا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عربی زبان میں ”ابن“ کا لفظ پوتے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ حضرت عبد المطلب کے پوتے تھے۔ جیسے سہیل تھے۔ فرض آپ کی جسمانی حفاظت کی بیسیوں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اگر میں انہیں بیان کر دوں تو کئی گھنٹوں میں خطبہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن مختصر طور پر میں صرف آٹھ مثالوں کا ذکر آپ کی زندگی میں بیسیوں دفعہ خطرناک سے خطرناک مواقع پر خدا تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

پھر علمی طور پر دیکھا جائے۔ تو جب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دشمن نے حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت کو بچایا۔ اور دشمن کو اس کے مقصد میں ناکام و نامراد رکھا۔ آخری زمانہ میں جب اسلام بہت کمزور ہو گیا تھا۔ تو کچھ ہیں۔ اس وقت وہ مکہ بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کو لکھا۔ کہ میرے پاس کوئی مسلمان عالم بیسیں۔ میں اس کی

پادریوں سے بخت

کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مسلمان بادشاہ نے ایک عالم بھجوادیا۔ عیسائیوں نے پہلے سے ہی منصوبہ کیا ہوا تھا۔ پادری کہنے لگا۔ مولوی صاحب تراجہ کر (حضرت) عائشہؓ سے والا واقعہ جو احادیث میں آتا ہے۔ وہ کیا ہے۔ مطلب اس کا طعنہ کرنا تھا۔ مسلمان عالم جو غالباً امام ابن تیمیہؒ یا ان کے کوئی دوست تھے۔ بڑے ہوشیار تھے۔ کہنے لگے۔ پادری صاحب۔ دنیا میں وہ عورتیں گذری ہیں۔ ایک عورت کا خاوند تھا۔ جیت تو ان نے اس پر الزام لگایا۔ مگر ساری عمر اس کے کوئی بیچہ نہیں ہوا۔ لیکن ایک اور عورت زینبؓ حضرت مریمؓ تھی۔ جس کا خاوند بھی نہیں تھا۔ اس پر دشمنوں نے الزام لگایا۔ اور اس کے نال بیٹا پیدا ہو گیا۔ اب آپ بنائیے۔ کہ الزام کی عورت پر لگتا ہے۔ اس پر پادری سخت شرمندہ اور لاجواب ہو گیا۔ آج کل تو یہ حالت ہے۔ کہ ذرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی بات کہی جائے۔ مسلمان شرمناک یا شرمندہ کر دیتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ کی ہینک کر دی گئی ہے مگر اس وقت

کامسلمان حضرت عیسیٰ کی غیرت کم رکھتا تھا۔ اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت

زیادہ رکھتا تھا۔ چنانچہ دیکھو۔ امام ابن تیمیہؒ یا ان کے دوست روم کے دربار میں ڈرے نہیں بلکہ انہوں نے فوراً کہہ دیا۔ کہ پادری صاحب! آپ جس عورت کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس کا تو خاوند موجود تھا۔ اور باوجود خاوند ہونے کے اس کے مال ساری عمر اولاد نہیں ہوئی۔ مگر حضرت مریمؑ کا تو خاوند بھی نہیں تھا۔ اور اس کے مال بچے پیدا ہو گئے۔ اب آپ بتائیے۔ کہ الزام حضرت عائشہؓ پر لگتا۔ یا حضرت مریمؑ پر غرض ہر موقعہ پر جب بھی دشمن نے اسلام پر حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کامل مومنوں کو کھڑا کر دیا۔ اور انہوں نے دشمن کے اعتراضات کو رد کر دیا۔ مثلاً عذر کے بعد مسلمانوں کی حالت بڑی خراب تھی۔ اس وقت مولیٰ رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی اور آپ کے بعد یعنی اول لوگ کھڑے ہو گئے۔ جنہوں نے عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضات کے جواب دیئے اور دین کی حفاظت کی۔

سرسید احمد خاں صاحب

نے بھی اپنے زمانہ میں عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کر دیا۔ جنہوں نے اتنے بڑے عرصہ تک دشمن کا مقابلہ کیا۔ کہ آپ کی وفات پر دشمنوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ آپ نے اسلام کا دفاع ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے۔ کہ آپ سے پہلے اور کسی مسلمان عالم نے اس طرح

اسلام کا دفاع

نہیں کیا۔ یہ واللہ یحکمک من الناس کا ہی کاشعہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ تھا۔ کہ اس نے آپ کو بہر حال بچانا ہے۔ جب دشمن نے تلوار سے حملہ کیا۔ تو اس نے اس کی تلوار کو کند کر دیا۔ اور جب اس نے تاریخ سے حملہ کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے ایسے مسلمان کھڑے کر دیئے۔ جنہوں نے

تاریخی کتب کی چھان بین

کر کے دشمن کے اعتراضات کو رد کر دیا۔ اور خود مخالفین کے بزرگوں کی تاریخیں کھول کر بتایا۔ کہ وہ جو اعتراضات اسلام

پر کر رہے ہیں۔ وہ ان کے اپنے مذہب پر بھی پڑتے ہیں۔ اور جو حصہ قرآن کریم اور احادیث سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف کر دیا۔

ان دنوں بھی اسلام کے خلاف بیہوشی سے ایک کتاب ”مذہبی رہنما“ شائع ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں

بڑا جوش پیدا ہوا

یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے سینکڑوں مسلمان ہندوستان میں شہید ہو گئے۔ ان لوگوں نے جو طریق عمل اختیار کیا۔ وہ اس زمانہ کے لحاظ سے صحیح ہے یا غلط۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بہر حال مسلمانوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو عشق اور محبت ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم انہیں مجبور اور مندور سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے پاس کر ڈھل رو پیسے۔ اگر گورنمنٹ کسی کتاب کی ۵۰۰ کاپیاں ضبط کرے۔ تو وہ اسی وقت اس کی دس ہزار کاپیاں کسی دوسرے علاقہ میں شائع کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے

فتنہ کا استیصال

نہیں ہوتا۔ انگریزوں کے زمانہ میں بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ کہ جب کوئی کتاب ضبط ہوئی۔ ہندوؤں نے فوراً اسے چھوڑ دیا۔ وہ اتنا نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا۔ تو میں نے اس کا جواب لکھا۔ اس جواب کی وجہ سے گورنمنٹ کو بمبئی سے چھین جج کو چھٹی سے واپس منگوانا پڑا۔ اور اس شخص پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور اس کے اخراج کو ضبط کیا گیا۔ مگر بعد میں مجھے پتہ لگا۔ کہ ہندوؤں نے اس مضمون کی لاکھوں کاپیاں چھو کر شائع کر دی ہیں۔ اس کتاب کے متعلق بھی جب مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے احتجاج کیا۔ تو اتنا خائفہ تو ضرور ہوا۔ کہ حکومت نے کتاب ضبط کر لی۔ مگر اچھا ہوتا کہ مسلمان چندہ جمع کر کے

اس کا جواب شائع کر دیتے

ایک دفعہ میں ڈھونڈی گئی۔ کثیرہ کامیابی کام تھا۔ اس وقت چھپنے کی ریاست میں بھی

مسلمانوں پر ظلم

ہو رہا تھا۔ رمان کی انجمن کا ایک سیکرٹری میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ

آپ ان مسلمانوں کی بھی خبر لیں۔ میں نے کہا۔ یہ سیاسی لوگوں کا کام ہے۔ اچھے تو ایک جگہ نظر آیا۔ کہ ۵۰ لاکھ مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔ تو میں نے اس میں دخل دے دیا۔ مگر ہر جگہ میں دخل نہیں دے سکتا۔ لیکن وہ میرے پیچھے پڑا رہا۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ تم یہ بتاؤ۔ کہ کیا تم مجھے دوسرے مسلمان دے سکتے ہو۔ جو قید ہونے کو تیار ہوں۔ وہ کہنے لگا۔ دوسرے نہیں دو ہزار مسلمان مرنے کے لئے تیار ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے مرنے کے لئے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ مجھے دوسرے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو قید ہونے کے لئے تیار ہوں۔ اگر آپ اتنے آدمی قید ہونے کے لئے دے دیں۔ تو میں آپ لوگوں کی مدد کرنے کا ذمہ لے لیتا ہوں۔ اس نے پھر کہا۔ کہ دو ہزار مسلمان مرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے کہا۔ اس سے میرا کام بنتا نہیں بلکہ خراب ہوتا ہے۔ مجھے صرف

ایسے لوگوں کی ضرورت ہے

جو قید ہونے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن وہ یہی کہتا رہا۔ کہ دو ہزار مسلمان مرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ جو لوگ قید ہوں گے۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح چھینال کھٹے رہیں گے۔ کہ ہمارے بیوی بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ ان کا انتظام کیا جائے۔ مگر جو مر جائے ان کا قصہ پاک ہو جائے گا۔ وہ تو اپنے بیوی بچوں کے بھوکے مرنے کی شکایت نہیں کریں گے۔ اس لئے قید ہونے کی نسبت مر جانا زیادہ آسان ہے۔ کہنے لگا۔ بات تو یہی ہے۔ غرض مرنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن مشکلات کو متاثر برداشت کرتے چلے جانا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن بہر حال جب مقابلہ کا سوال ہو۔ تو درپیر کا فرج ایک طبعی امر ہے۔ اب یہی ہندوستان میں لکھ پتی مسلمان موجود ہیں۔ وہ چندہ کر کے

”مذہبی رہنما“ کا جواب

شائع کر دیتے۔ اور ثابت کرتے کہ اس کا لکھنے والا چھوٹا ہے۔ پھر اگر ہندوؤں نے اس کی دس ہزار کاپی شائع کی تھی۔ تو مسلمان اس کا جواب

دس لاکھ کی تعداد میں

شائع کر دیتے۔ اور سارے ملک میں پھیلا دیتے۔ اس سے ہندوؤں کا منہ بند ہو جاتا۔ اور وہ سمجھ لیتے کہ آئندہ مسلمانوں کو نہیں چھیڑنا چاہیے۔ اگر ہم انہیں چھیڑیں گے۔ تو وہ نہ صرف اپنا دفاع کریں گے۔ بلکہ ہمارے مذہب

کی بھی تعلق کھولیں گے۔ کیونکہ یہ یقینی بات ہے۔ کہ ہم نہ صرف ان کے

اعتراضات کا جواب

کا جواب دے سکتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا لازمی جواب بھی دے سکتے ہیں۔ ہندوؤں کی کتابوں میں ان کے دیوتاؤں کے متعلق اس قدر گند بھرا ہوا ہے۔ کہ اگر اسے ظاہر کیا جائے۔ تو انہیں منہ چھپانے کے لئے جگہ نہ ملے۔ مثلاً کیا کوئی

الہامی مذہب

یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ فلاں دیوتا کی کسی عورت پر نظر پڑ گیا۔ بعد میں اس نے اپنا بندہ حجاز لایا۔ تو اس میں سے بچ پیدا ہو گیا۔ یہ اتنی شرمناک بات ہندوؤں کی کتابوں میں درج ہے۔ کہ مجھے خطبہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ بہر حال ہندوؤں کی کتابوں میں اس قدر گند موجود ہے۔ کہ اگر اسے ظاہر کیا جائے۔ تو ہندوؤں میں تاب نہیں کر دے

مسلمانوں کے مقابلہ میں

کھڑے ہو سکیں۔ پس اگر موقعہ پر مسلمان چندہ جمع کر کے اس کتاب کا جواب شائع کرتے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہندوؤں کی کتابوں کا گند ظاہر کرتے۔ تو انہیں پتہ لگ جاتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے کے کیا معنی ہیں۔ خود ان کے نبی حضرت کرشن دعلیہ السلام کے متعلق

ان کی کتابوں میں گند بھرا ہوا ہے

اور لکھا ہے۔ کہ کسی کسی طرح وہ عورتوں سے کھیلتے تھے۔ پھر ایک اور ننگا واقع ہے۔ مگر میں خطبہ میں اسکی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ صرف جملہ بیان کر دیتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ میں بنارس گیا۔ وہاں میں نے ہندوؤں کا ایک مندر دیکھا۔ اس پر ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ اس سیڑھی پر ہر جگہ اس قدر سنگی تصویریں بنی ہوئی تھیں کہ میں نہیں سمجھتا۔ انہیں کوئی ہندو بھی بیان کر سکے۔ ایک کٹر ہندو

ولادت: ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء مولوی عبدالمنان صاحب پور
مریضی لکھنؤ پور کو مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۶ء بروز بدھ صبح
نے بی عطا فرمایا۔ احباب جماعت سے نومبر ۱۰
درازی عمر۔ خادمہ دین ادرقرۃ العین ہونے کے
لئے دعا کی درخواست ہے۔
خاک راجہ احمد رضا احمد شاہ انیسٹریٹ لالہ طیف لکھنؤ

بھی ان کا ذکر کرنے ہوتے شرم محسوس کر لگتا۔ غرض ہندوؤں کے ایسے ہندوؤں دیوتاؤں اور مذہب میں اس قدر گندہ ہے کہ اسے ظاہر کرنے سے ان کا منہ بند ہو سکتا ہے پس مسلمانوں کا کام تھا کہ وہ ان باقروں کو بیان کرتے اور کہتے کہ تم مسلمانوں پر تو اعتراض کرتے ہو۔ لیکن تمہیں اپنے گھر کی خبر نہیں۔ ہندوستان میں زیادہ تر پوجا شوخی کا برتی ہے۔ اگر شوخی کی حقیقت کا بیان کرو۔ تو ہندو شرمندہ ہو جائیں گے۔ میں جب ہندوں چاہے تو وہاں میں سے ایک انگریز عورت کو لڑکیوں کو بڑھانے کے لئے بطور راستی رکھ دیا۔ وہ عورت

مذہبی جوش

رکھتی تھی۔ وہ میری کتابیں بھی خرید کر لے لگی۔ ایک دن اس نے شکوہ کیا کہ آپ نے عیسائیت کے متعلق ایسا بیان کیا ہے جو ٹھیک نہیں۔ میں نے کہا۔ تم کوئی ایک بات بیان کرو اس پر اس نے کہا۔ اپنے نکال سوال جو لکھا ہے۔ اس کا مطلب پادری اور بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کیا یہ حوالہ بائبل میں موجود نہیں۔ اس نے کہا۔ بائبل میں تو موجود ہے لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو آپ نے لیا ہے۔ آپ کو اس کا وہ مفہوم لینا چاہیے۔ جو اس کے ماننے والے کے لئے ہے۔ میں نے کہا۔ تمہارا مطلب تو یہ ہرگز

اس حوالہ کا مطلب

جو عیسائی لوگ دیتے ہیں۔ وہی صحیح بیان کرتا جاوے۔ لیکن تمہاری اپنی کتابوں میں اسلام کے متعلق جو باتیں لکھی ہیں۔ وہ ہم نہیں مانتے۔ پھر وہ کہہ کر جاتا ہے کہ میں نے تو یہ حوالہ عیسائوں کو عقل دلانے کے لئے لکھا ہے تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اعتراض کرتے ہوئے وہ سمجھ کے کام لیں۔ اگر وہ قافوں سے تم نے بیان کیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو عیسائیوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے اندر اسے جاری رکھیں۔ اور اسلام کے کسی حوالہ کے ایسے معنی نہ کریں جو مسلمانوں کے نزدیک درست نہ ہوں مین اگر وہ کسی آیت کے اپنے معنی کے اسلام پر اعتراض کرنے کے مجاز ہیں تو ہم بھی تو روات اور آجیل کی آیات کے وہ معنی کریں گے۔ جو ہمارے نزدیک ان سے نکلتے ہیں۔ اس پر اس نے کہا۔ تب تو وہ بات ٹھیک ہے۔ جو آپ نے لکھی ہے۔ غرض مناسب طریقہ یہ تھا کہ مسلمان

ہندوؤں کے مذہب کا پرل کھوتے۔ ان کا کتابوں میں اس قدر گندہ ہوا ہے۔ کہ ذرا سا پردہ اٹھانے سے بھی وہ شرم کے مارے سر اوچھ نہیں کر سکتے۔

کہا جاتا ہے

کہ ہندو مسلمانوں کے احتجاج کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب تو ۲۹ سال ہرنے امریکہ میں بھیجی تھی۔ گریا اس کتاب کا کھٹے والہ کوئی عیسائی ہے۔ ہندو نہیں، اگر یہ درست ہے۔ تو اس صورت میں زیادہ مناسب یہ ہے۔ کہ اس کتاب کا جواب امریکہ میں شائع کیا جائے۔ اور اس کا ترجمہ ہندوستان میں پھیلایا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم کوئی ایسی بات دیکھو جو نا پسندیدہ ہو۔ تو اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت ہو تو تم اسے ہاتھ سے مٹا دو اور اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت نہ ہو۔ لیکن تم زبان سے اس کی برائی کا اظہار کر سکتے ہو تو زبان سے اظہار کرنے کی بھی طاقت نہ ہو۔ تو تم دل میں ہی اسے برا سمجھو۔ یہ نکتہ بہت لطیف ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے

پاکستان کو رمنٹ

چونکہ پروٹس کر سکتی ہے۔ اسے اس کا زہن ہے کہ وہ ہندوستان کی حکومت سے پروٹس کرے کہ اس نے ہمارے آفاقی ہتک کر دئی ہے۔ اور ہندوستانی مسلمان جو مظلوم ہیں۔ اور وہ اس کے متعلق کوئی آذدنہ کار دئی نہیں کر سکتے۔ ان کے متعلق یہ حکم ہے۔ کہ وہ دل میں ہی اس پر برا مانتے۔ اور چونکہ پاکستان کی گورنمنٹ نے اس کتاب کو ضبط کر لیا ہے۔ اس لئے پاکستان سے باہر کے مسلمانوں کا زہن ہے کہ وہ اس کتاب کا جواب لکھیں اور اسے امریکہ اور ہندوستان میں شائع کر دیں اگر یہ جواب امریکہ میں شائع کیا جائے۔ تو وہاں کے رہنے والے لوگوں کے سامنے بھی کتاب کے مصنف کا عجوبت ظاہر ہو جائے گا۔ پھر اس کا ترجمہ ہندوستان میں شائع کیا جائے تو ہندو بھی ڈر جائیں گے اور وہ آئندہ مسلمانوں پر حملہ نہیں کر سکیں گے اور سمجھ لیں گے کہ انہوں نے مسلمانوں کی طرف کنگھ پھینکا تو اس کے جواب میں پتھر پڑے گا۔ اس سے مدد ہندوئی مسلمان خوش ہو جائیں گے۔ بلکہ

قرآنی آیت واللہ بعصمک من الناس
کی صداقت

بھی واضح ہو جائے گی۔ اخبارات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ سعودی عرب کے بادشاہ سے پنڈت لہرو نے لکھے اور اس کتاب کے متعلق باتیں برہمنوں نے دہرادن لیا۔ کہ وہ آئندہ ایسا اقدام کریں گے کہ ان قسم کی کوئی دلائل کتاب شائع نہ ہو۔ لیکن مجھے یقین نہیں کہ پنڈت لہرو اپنے دعوے پر عمل کریں وہ صرف سعودی عرب کے بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے یہ باتیں کہہ آئے ہیں۔ کیونکہ خواد پنڈت لہرو کے دل میں بیگناہی ہے۔ ان کے اور گرد جو لوگ ہیں۔ وہ لکھتے ہندو ہیں۔ انہوں نے اپنے دعوے کے مطابق کوئی عمل کیا۔ تو ان کے ساتھیوں نے شور مچا دینا ہے کہ تم کون ہو۔ جو یہیں اس بات سے دو کتے ہو۔ پس میرے نزدیک

اصل طریقہ یہ ہے

کہ چونکہ اس کتاب کا مصنف عیسائی ہے اور امریکہ کا رہنے والا ہے اس لئے اس کے جواب میں امریکہ میں شائع کیا جائے۔ اس میں ایک طرف تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہو۔ یعنی ان اعتراضات کا جواب ہو۔ جو اس کتاب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے گئے ہیں۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کو الزامی جواب دیا جائے اور پھر دوسرے کا دوسرا ریٹیشن ہندوستان میں شائع کیا جائے۔ اس میں بھی ایک طرف تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہو۔ یعنی ان اعتراضات کا جواب ہو جو آپ کی ذات پر اس کتاب میں کئے گئے ہیں۔ اور دوسری طرف ہندو مذہب کو مد نظر رکھتے ہوئے الزامی جواب ہو تا ہندوؤں کو بھی برسوں آجائے۔ اور آئندہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے میں احتیاط سے کام لیں پھر اگر اس کتاب کا مصنف زندہ ہو سکتا ہے تو وہ مر گیا ہو۔ کیونکہ اس کتاب کو شائع ہوئے ۲۹ سال کا عرصہ گزر چکا ہے (تو ہمارے سینے

عیسائیوں کا چیلنج

دہر اور ہیں۔ کہ اگر وہ سچا ہے۔ اور عیسائی لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ تو وہ پچاس عیسائی اپنے ساتھ لے آئے ہم بھی اپنے ساتھ پچاس تو سلم لے آتے ہیں۔ اور پھر وہ ہم سے سہارہ کرے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں طاقت ہوئی تو وہ انہیں پچاس لے آئے۔ اور اگر ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دالے خدا میں طاقت ہوئی۔ تو وہ انہیں تباہ کر دینا

اس سہارہ کے بعد جب عیسائیوں پر خدا کی عذابی نازل ہوا تو ثابت ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں کوئی عذابی طاقت نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھے وہاں خدا کا بھی زندہ ہے کہ آپ کی ذات پر ۱۳۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر وہ اب بھی آپ کی صداقت کرتا ہے۔ اور اگر وہ لوگ سہارہ کے لئے آئیں۔ تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈوٹی کے متعلق پر دیکھا ہے کہ ان کے متعلق بھی ملک مہر میں پر دیکھا گیا جائے۔ اس سے

اسلام کی عظمت

ظاہر ہوگی اور لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے والے بھروسے ہیں۔ سہارہ کا ہتھیار عیسائیت میں موجود نہیں۔ لیکن اسلام میں موجود ہے۔ اور اس موقع پر اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ڈوٹی کے اعلان کی وجہ سے

امریکہ مہر میں شہود

پڑ گیا تھا۔ اور بیرونی اخباروں اور رسالوں نے ان خبروں کو شائع کیا تھا۔ اب بھی اسی طرح اس کتاب کے مصنف کو سہارہ کا چیلنج دیا جائے۔ تو ملک میں پھر زندہ پیدا ہو جائے گا اور اللہ بعصمک من الناس کی صداقت کا ایک اور ثبوت مل جائے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس لئے عیسائیوں سے ہر کوئی ہم قرآن کریم کا یہ دعوے تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تم اپنے ہم سے ما سٹری کو رو ادا اپنے اعتراضات پیش کرو مہر ہاؤن کارڈ کریں گے۔ اور بتائیں گے کہ ان سے بھی بڑی باتیں تمہارے اس موجود ہیں۔ پھر تم ان کا جواب دے لیا۔ اور اگر مباحثہ کے بعد بھی تم اپنے دعوے پر قائم رہو۔ تو

ہم سے مبارکھ کر لو

خدا تعالیٰ نے خود مجھ سے کو تہا کر دینا اور دوسرے فریق کی سببانی کو ظاہر کر دے گا۔ یہ طریقہ ایسا ہے کہ اس سے امریکہ اور ہندوؤں دونوں پر اسلام کا عصب قائم ہو جائے گا۔ ہندوؤں کو الزامی جواب دینے کے لئے میں نے اسے لکھا ہے کہ انہوں نے اس امریکہ کی کتاب کو شائع کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو تیر مارے اور وہ تیر اُسے زخمی نہ کرے بلکہ ایک دوسرا آدمی جیترا اٹھا لائے اور اسے دوسرے کے سینہ میں پوسٹ کر دے تو زیادہ ظالم وہ ہے جس نے گرا بڑا تر اٹھا یا اور دوسرے کے سینہ میں چھو دیا۔ یہ کتاب بھی امریکہ کے کسی عیبانی نے شائع کی تھی۔ مگر

امریکہ کی کتاب

تو امریکہ میں رہ گیا۔ ہندوؤں نے اس کا ترجمہ کر کے مسلمانوں تک پہنچایا اور اس طرح ان کی تکلیف کا موجب ہوئے۔ پس بیگانہ ہندوؤں نے مسلمانوں تک پہنچا کر اپنے ذمے لے لی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کے ایک ایڈیشن میں جو ہندوستان میں شائع ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذبح کے ساتھ ساتھ ہندو مذہب کے پورے بھی کھولے جائیں۔ اور دوسرے ایڈیشن میں دفاع کے ساتھ ساتھ عیسائیت کے پورے کھولے جائیں کیونکہ اس کتاب کا اصل مصنف عیبانی ہے۔ اس کے بعد اس کتاب کے لکھنے والوں اور شائع کرنے والوں کو چیلنج کیا جائے کہ وہ ہمارے ساتھ بحث کریں اور اس کے بعد اگر ان میں طاقت ہو تو ہم سے ہاتھ کر لیں تاکہ خدا تعالیٰ کی طاقت ہمیں نظر آ جائے اگر بہ طریق اختیار کیا جائے تو

میں سمجھتا ہوں

کہ یورپ۔ امریکہ اور ہندوستان تینوں کے لئے یہ طریق ہدایت کا موجب ہو گا۔ ہندوستان کے لئے فلک آزیں ہو گئے ہیں۔ مگر اب بھی وہ عرب کی طرف تیلان رکھتا ہے۔ اگر یورپ اور امریکہ میں شور مچ گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والوں کو احمدیوں نے خوب تازا ہے اور انہیں باغی اور جاہل کا چیلنج دیا ہے تو ہندوستان کے اخبارات بھی شور مچانے لگ جائیں گے اور وہ بھی جہنم بائیں شائع کرنے لگ جائیں گے جو یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں گی۔ اور اس سے ہندوؤں کا کان کھڑا ہے۔ اور وہ سمجھ لیں گے کہ احمدی پھینکا نہیں چھوڑا کرتے۔ اگر ان کے رسول پر حملہ کیا گیا تو وہ ہفت تک حملہ کرنے والوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ جب تک انہیں گھرنہ پہنچائیں۔ اسی طرح آئندہ کے لئے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کرنے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے میں احتیاط سے کام لیں گے؟

وعدہ بذریعہ تار

جماعت راولپنڈی کے امیر جماعت نے بذریعہ تار و فونڈ اول و دوم کے وعدے مبلغ ۴۰۰۰ روپے کی اطلاع حضور میں پیش کرنے کی دی۔ جو حضور میں پیش کئے گئے اسی وہاں سے اور وعدے آنے والے میں۔ یہ پہلی قسط ہے۔ جماعت کراچی سے تین قسطیں وعدوں کی آچکی ہیں۔

ہر جماعت کے صدر و خدام کو کوشش کریں کہ ان کے وعدوں کی پورستیں زیادہ سے زیادہ ۱۵ دسمبر تک مکمل ہو جائیں۔ تا جملہ سالانہ میں تحریک جدید اپنی ضرورت کے پورا ہونے کا اعلان کر سکے۔

ہر جماعت کے وعدے دینے والے انصار اور خدام اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس سال میں ہر احمدی جو اپنے لئے آمد پیدا کر رہا ہے وہ دفتر اول یا دوم میں شامل ہو جائے اور اس کے ساتھ اس کی اہلیہ اور وہ بچے بھی جو اس کی آمد پر گوارا کرتے ہیں شامل کئے جائیں۔ اور جو بچے خود آمد پیدا کر رہے ہوں ان کو بھی شامل کرنے کی کوشش کریں۔ یا اس دفتر کو ان کے پتے سے اطلاع دیں تا دفتر اسے حضور کے خطبات و ارشادات بھیج کر مشاغل ہونے کی جلد و جہد کر سکے۔

یاد رہے وعدے لینے اور پھر ان کی وصولی کرنے کی ذمہ داری کلیتہاً حضور ایدہ اللہ ہر امیر یا صدر اور خدام الاحمدیہ اور انصار پر ڈال چکے ہیں۔ پس اس لئے جسے ہر امیر یا صدر یا خدام یا انصار ذمہ دار ہیں کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوئے بہر حال ۱۵ دسمبر سے قبل مکمل کر لیں یہ

دیکھیں المال تحریک جدید بود

ملاقاتوں کے متعلق ضروری اعلان

احباب کی ہنگامی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بضرہ العزیز آج کل تفسیر کا کام کر رہے ہیں اور ملاقات کے لئے زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔ لہذا دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ماسوائے کسی نہایت اہم کام کے ملاقات کے لئے تشریف نہ لائیں۔ (پروفیسر سیکرٹری)

ضرورت ہے

روزنامہ الفضل میں اس وقت جب ذیلی درآسامیاں خالی ہیں مندرجہ ذیل کوائف کے مطابق جو احباب مرکز مسلمہ میں خدمت کی خواہش رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں ۵ دسمبر تک پیش نظر اصلاح و درشا درجہ کے پتے پر بھجوا دیں۔

(۱) میجر کا گریڈ ۲۲۰ - ۱۰ - ۳۰ - ۵ - ۱۰۰ - ۴ - ۸۰ - تعلیمی قابلیت - ۱ سے

(۲) میجر اشتہار کا گریڈ - ۱۷۵ - ۱۰ - ۴ - ۱۰۰ - ۱ - ۱ سے

اس کے علاوہ مہنگائی الاڈس ۲۱/۱۰ - ۱۰ - سابق تجربہ اور قابلیت کے پیش نظر ان گریڈوں میں ترقی بھی ممکن ہو سکتی ہے۔

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کیلئے قابل تقلید نمونہ

حقوق العباد میں سے ایک اہم فرض خدمت خلق بھی ہے اور رحمانی جماعتوں کو تو خاص طور پر یہی امور کے قیام کے لئے کھڑا کرنا ہے تا اللہ تعالیٰ کی با مشاہدہ صحیح طور پر دنیا میں قائم ہو۔ مجلس خدام الاحمدیہ ننگن خاص طور پر ہارک با دل مستحق ہے کہ اس کے لئے تندرستہ و بان و مومن کے دوران میں اس فرض کو بجا کر اور مستحق لوگوں میں سرکاری کیا و نڈر کہ عینت میں تقریباً چھ ہزار روپی (پینلو ڈین) تمام عبادات میں تقسیم کر۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کے سلسلہ میں مجلس ننگن کا کامیابی و کامرانی سے نوازے اور دیگر مجالس خدام الاحمدیہ کو بھی ایسے مواقع سے مستفیض برائے کی ترقی بخشد۔

معدتہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکز بود

اعلان مبارکٹ مسیح جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء

جو احباب اپنے آپ کو مسیح کے ستن سمجھتے ہوں وہ اپنے نام اور محل کو اپنے صحیح و صحیح تقاضا ہر طرف ۱۵ دسمبر ۱۹۵۶ء تک بیکل پیو پریڈیشن یا امریکہ کی تصدیق اور شہادت سے تقاریر ملنا بھی چھوڑیں ضروری نہیں کہ ہر درخواست شدہ کو کٹ لے۔ کس بارہ میں ناظر اصلاح و درشا و کا فیصلہ آخری اور قطعی ہو گا۔

درخواست دینے وقت یہ ملحوظ رکھیں کہ موجودہ حالات اور جگہ کی قلت کے پیش نظر محدود تعداد میں ہی کٹ جاری ہوں گے۔

ناظر اصلاح و درشا بود

تمام درخواستیں مقامی صدر یا امیر کے تصدیق اور سفارش سے بھجوائیں۔ منتخب شدہ امیدوار کو اطلاع دینے کے لئے ہر جگہ بلا ہائے گا۔ آنے والے کا خرچ امیدوار کے ذمہ ہو گا

ایڈیشنل ناظر اصلاح و درشا بود

درخواست

میرے لئے کٹ لے کر اپنے لئے ہر روز اور ہر گاہ کو کٹ لے کر اپنے لئے ہے (تقریباً ۱۰ سے قبل تین بجے کوٹ ہو چکیں) احباب کو نوٹوں کی درازی عمر اور خدام دین بننے کی دعا فرمائیں۔ (دستی) محمد اسامیہ چیل روڈ لاہور (سابق لوگ دفعہ فضائل)

